مِصْباحُ العرفان

حضرت امیر سیّد علی ہمدانیؒ
ترجمہ:- حافظ عباداللہ فاروقی

اے عزیز جان لے کہ حق تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے لئے ایک لا انتہا سفر اور ایک پُرخطر راستہ مقرّر کیا ہے بے شمار لوگ نہ صرف اِس سفر کے خطرات اور راستہ کی مہلک چیزوں سے بے خبر ہیں۔ بلکہ ان سے نجات حاصل کرنے کے ذرائع سے غافل ہیں۔

اِس سفر کی منزلیں تو بہت ہیں لیکن مختصراً چھ ہیں جو عالمِ بقا کے مسافروں کی منازل اور مراتب کی اصل ہیں۔ اوّل صُلبِ پدر، دُوم رحمِ مادر، سوم فضائے عالمِ فانی (دنیا)، چہارم لحد، پنجم برزخ، ششم دوزخ و بہشت جو اُبدی ہیں۔ اور ان کی نعمتوں اور تکلیفوں کی انتہا نہیں ہے۔ بمصداق خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ (جب تک زمین و آسمان ہیں ان میں رہنا ہوگا)۔ پہلی اور دُوسری منزل میں انسان کی تکمیل نہیں ہوتی۔ تیسری منزل میں انسان اپنے کمال پر پہنچتا ہے۔ اس دنیوی منزل میں وجودِ انسانی کے نقد کو وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ کے امتحان کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں۔ اس منزل میں جس کو دُنیا کہتے ہیں، سعادت حاصل ہو سکتی ہے۔ دُنیا ایک سرائے ہے جو قیامت کے جنگل کے سرے پر بنائی گئی ہے، اور

تجھے اِس سرائے میں نشو و نما کے بعد چند دن کی مہلت دی گئی ہے، تاکہ یہاں سے قیامت کا زادِ راہ لے جائے۔ ان مہلت کے دنوں میں ظاہر و باطن کی نعمتیں بھی تجھے عطا کی گئی ہیں۔ انبیاء کے ذریعہ آسمانی کتابیں نازل کی گئی ہیں۔ اس طرح حجّتِ الٰہی تجھ پر مضبوط کر دی گئی ہے۔ سعادت و شقاوت کے حصول کی کیفیت بھی بیان کر دی گئی ہے اور نیکی کی نعمت و عذاب کی شدّت سے آگاہ کر دیا گیا ہے تاکہ اگر تو چاہے تو اِس چند روزہ زندگی کو سعادتِ ابدی کی کنجی اور ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کے حصول کا ذریعہ بنا سکے۔ ورنہ تجھے اختیار ہے کہ دُوسرے جہان کے عذاب کی گرفت اور ہمیشہ کی حسرت و ندامت و افسوس کے لئے سامان مہیّا کرے۔ بیت

بادشاہی ذوقِ معنیٰ بردن است — نے بزور و ظلم برخود کردن است
گرچو کُرسی سرفرازی بایدت — ترکِ ملکِ بے نیازی بایدت
فی المثل گر صد جہاں است آنِ تو — آنچہ بفرستی تو آن ست آنِ تو
گر دریں رہ بندہ گر آزادۂ — مے نہ بینی آنچہ نفرستادۂ
چوں تو در دُنیا نہ گردی سرفراز — در قیامت چوں شوی از اہلِ راز

بادشاہی ذوقِ حقیقت کا نام ہے جو اپنے نفس پر ظلم و تشدّد کرنے سے حاصل نہیں ہوتی۔ اگر تجھے کُرسی کی مانند سرفرازی چاہیئے تو بے نیازی کے مُلک کو ترک کرنا چاہیئے، اگرچہ سَو جہاں تیری ملکیت میں ہیں۔ جو کچھ تو (آخرت کے لئے) بھیجے گا وہ حقیقت میں تیری ملکیت میں ہوگا۔ اِس راہ میں خواہ تو غلام ہے خواہ آزاد۔ جو تو نے نہیں بھیجا تجھے دکھائی نہ دے گا۔ جب تُو دنیا میں ہی سرفراز نہیں ہوا، تو قیامت میں کس طرح اہلِ راز ہو جائے گا۔

اے عزیز! عبادات جن سے کہ بندہ کو سعادتِ اُخروی حاصل ہوتی ہے بہت سی ہیں، لیکن ان سب کا مجموعہ و اصل التعظیم لامر اللہِ والشفقۃ علیٰ خلق اللہ (اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعظیم اور خلق اللہ پر شفقت) ہے۔ ان ہر دو صفات کا کمال مؤمن کے دو بازو ہوں گے اس روز جب کہ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ (مال اور اولاد

نفع نہیں دیں گے) - ان دونوں بازوؤں کے ذریعہ صراط کی گھاٹی سے بآسانی گزرے گا۔ اور ہمیشہ کے عذاب سے خلاصی پاتے گا - پہلی قسم فرمانِ الٰہی کی تابعداری ہے۔ دوسری قسم احسان ہے جو بے شمار نیکیوں کی کُنجی ہے۔ قسم اوّل حقوق اللہ ہیں جیسا کہ نماز، روزہ، تلاوتِ قرآن معروف اور نہی عن المنکر وغیرہ - اور دیگر قسم عبادت مالی ہے جو خلقت سے تعلّق رکھتی ہے۔ جیسا کہ زکوٰۃ، صدقہ، تعمیر پل و سرائے، غربا، مساکین ویتامیٰ کی تربیت، مایوس ومظلوم کی مدد وغیرہ -

قسم اوّل میں سب سے افضل نماز ہے جو بدنی عبادت ہے اور اس قسم کے حقوق کا ادا کرنا سوائے اربابِ قلوب کے کسی سے نہیں ہوتا ہے - کیونکہ نماز کی حقیقت مناجات ہے - حضرت صمدیت مناجات میں مخاطب ہوتے ہیں، اور مطلق معروف خاطبہ صرف عارف کامل محقق سے درست ہوتا ہے - قیام، قرأت، رکوع وسجود، تشہد، تکبیر اور تسلیم نماز کے ظاہری ارکان کی صورت ہیں - اور اس صورت کے لئے رُوح اور اس ظاہر کے لئے سِرّ اور معنیٰ چاہئیں تاکہ حقیقتِ مطلوبہ حاصل ہو -

اے عزیز نماز عنایت کی آگ کا شعلہ ہے - جو ہدایت کے انوار کی مشعل سے مخصوصانِ ازلی کے دلوں میں روشن ہوتا ہے بمصداق الصّلوٰۃ نُورُ قلبِ المؤمن (نماز مؤمن کے دِل کا نُور ہے) تاکہ حقیقی نمازی معنیٰ کی روشن شعاعوں کی وجہ سے انوارِ جبروتی کا انعکاس ملکوتی آئینوں میں مشاہدہ کرے اور سَنُرِیْہِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِہِمْ کے اسرار جو کائنات کے اوراق پر پھیلے ہوئے ہیں مطالعہ کرے - یہاں تک کہ دنیائے صغیر وکبیر کو مشاہدات ودلائل کے ساتھ پردۂ عدم میں ڈال دے - اور وہی تعینات کے وجود کی خس وخاشاک کو فنا کی آگ سے جلا دے، اور وجود حدوث کے بوجھ کی مشقت کے بغیر ہمت کا براق عالمِ جبروت کے میدان میں دوڑائے اور انوار جلال وجمال کے مشاہدہ سے فیضیاب ہو کر اور عادت ورسُوم کی تکالیف کی ظلمت سے گزر کر عابد فانی ہو جائے - اس قسم کی نماز

ادا کرنے والا اس غافل کے کب برابر ہوتا ہے۔ جو نفسانی خطرات اور شیطانی وسوسوں کو ساتھ لئے ہوئے سر زمین پر رکھتا ہے اور اٹھا لیتا ہے۔ قیام اور رکوع رسمی طور سے ادا کرتا ہے اور فاتحہ غفلت سے پڑھتا ہے۔

اے عزیز! سورہ فاتحہ کی ایک آیت ہے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ یعنی ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔ پس جب تو حرص، نفس پرستی اور شیطانی احکام کی پیروی کرتا ہے۔ اور امور میں لشکر اور خزانہ کی امداد چاہتا ہے، تیرا یہ آیت پڑھنا جھوٹ ہوتا ہے۔ اور جھوٹ شریعت میں حرام ہے۔ خصوصًا حق تعالیٰ سے جھوٹ۔ چنانچہ آیت کریمہ وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الۡکَذِبَ (جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا ہے اس سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے) اس مطلب کو ظاہر کرتی ہے۔ جب یہ حقیقت تجھ پر واشگاف ہو جائے تو تمہیں یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ عوام نماز کی حقیقت سے مطلق واقف نہیں۔ الا ما شاء اللہ۔ اگر تو نماز کی حقیقت اور اس کے اسرار کی واقفیت چاہتا ہے تو سن!

اے عزیز! قیام نماز کے حقوق کی ادائیگی وہ لوگ ٹھیک ادا کرتے ہیں جو عبودیت کے مقام کا جب قصد کرتے ہیں تو وجودِ کائنات کے نقوش کو اپنی لوحِ ضمیر سے محو کر دیتے ہیں اور ترکِ ماسوائے اللہ کے پانی سے ہاتھ دھوتے ہیں۔ اور ذکر کی شرابِ طہور سے مضمضہ (کُلّی) کرتے ہیں۔ اور زبانی خوشبوؤں سے استنشاق (ناک میں پانی ڈالتے ہیں) کرتے ہیں۔ اور بشری اخلاقِ رذیلہ کو استنشاق سے دور کرتے ہیں۔ اور حیا کے آبِ حیات سے منہ دھوتے ہیں۔ اور توکل کے زلال سے کلائیوں کو دھوتے ہیں اور اسی چشمہ سے سر کا مسح کرتے ہیں۔ اور کوشش کے قدموں کو استقامت کے پانی سے دھوتے ہیں۔ اور قبلہ کے استقبال میں حقیقی کعبہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور نیتِ تحریمہ میں روحانی مخاطبات کے عہدوں کی تجدید کرتے ہیں۔ اور تکبیر میں ہستیِ موجودات کے ذرات کو آفتابِ کبریا کے نور میں محو دیکھتے ہیں۔ اور رفعِ یدین میں فاسد وہموں کے تعلقات اور باطل تصورات پسِ پشت ڈالتے ہیں۔ اور سُبۡحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمۡدِکَ میں عالم تقدیس

میں پاک بازوؤں سے پرواز کرتے ہیں۔ اور تعوذ میں عصمت کے قلعہ میں پناہ گزین ہوتے ہیں۔ بسم اللہ میں عاشقانِ حقیقی کی صبح کی نمود عنایت کے مشرق سے ہوتی ہے اور الحمد للہ میں حضرت نامتناہی کے افضال کا جاری رہنا مراتبِ علویات و سفلیات کے مظاہر میں مشاہدہ کرتا ہے۔ اور اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں رحمتِ بیکراں کا دریا دیکھتا ہے اور بحرِ احدیت کے اسرار کی موجوں میں غرق ہو جاتا ہے اور ازل کا بحر ابد کے بحر سے مل جاتا ہے۔ اور مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور پھر دریائے وحدت کے غرق شدگان کو ساحلِ تکلیف پہلے آتے ہیں، اور اِيَّاكَ نَعْبُدُ کہا جاتا ہے۔ پھر عالمِ اسباب کے مشرقین تکالیف کی امانت کے بوجھ کو سوختگانِ فراق کے پیش نظر کرتے ہیں۔ اس وقت بلبل زبانِ حال عنایتِ لایزال سے وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کے نغمے گانے لگتی ہے۔ اور جب رُوحِ بزرگ جو لاہوت کے فضا کی عنقا ہے، طبیعت کے کنوئیں کی گہرائی سے سالکانِ حضرت ذوالجلال کے مراتب و درجات پر نظر ڈالتی ہے، اور معراجِ ترقی پر چڑھتی ہے، تو فضل کی شاہراہ اس کو نظر آجاتی ہے تو اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ بول اٹھتی ہے۔ پس ندیمانِ مجلسِ انس سے جو عالمِ ارواح میں شرابِ خطاب الست باہم پیتے ہیں، یاد کرتے ہیں۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کہتے ہیں اور مردودانِ بیچارہ کو غفلت کے میدان میں گم گشتہ دیکھ کر غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہا جاتا ہے۔

ولیک ایں صفت رہروانِ چالاک است — تو نازنین جہانی کجا توانی کرد

نہ دست و پائے امل را فرو توانی بست — نہ رنگ و بوئے جہاں را رہا توانی کرد

اگر بہ آبِ ندامت برآوری غسلے — ہمہ کدورتِ دل را صفا توانی کرد

تو منزل ہوسات از دو گام پیش نہی — نزول در حرمِ کبریا توانی کرد

لیکن یہ صفت چالاک راستہ چلنے والوں کی ہے تو نازنین جہاں کہاں کر سکتا ہے۔ نہ تو اُمید دست و پا کو باندھ سکتا ہے اور نہ جہان کے رنگ و بو کو چھوڑ سکتا ہے۔ اگر ندامت کے پانی میں غسل کرے تو دل کی تمام کدورتوں کی صفائی کر

سکتا ہے۔ اور اگر حرص کی منزل سے دو قدم آگے بڑھے تو حرم کبریا میں نزول کر سکتا ہے۔

اے عزیز! جب تو نے جان لیا کہ اس قسم کی عبادت تیرے جیسوں کی طاقت سے باہر ہے تو دوسری قسم کو الشفقۃ علی خلق اللہ غنیمت جان۔ کیونکہ اس کے اسباب تیرے لئے مہیا کر دیئے گئے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حق میں شفقت اور احسان کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچنے کے لئے خلقت کے لئے بہت سے راستے ہیں، اور ہر شخص اس راستہ سے جو اس کے حال کے موافق ہو، اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ وہ راستہ جس سے حکمران اللہ تعالیٰ تک پہنچ سکتے ہیں عدل اور احسان ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن خلقت سے پہلا سوال نماز کے بارے میں ہوگا لیکن بادشاہوں سے اوّل سوال عدل اور احسان کے متعلق ہوگا۔

اے عزیز! تیرے ہاتھ اور زبان سے جو احسان بندگانِ حق کے لئے ہوگا وہ آخرت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے، جسے فنا نہیں۔ آج جو توفیق اور طاقت تجھے حاصل ہے، اس سے باقی خزانے جمع کر لے تاکہ عاجز ہونے کے وقت وہ تیری مدد کر سکیں۔

اے عزیز! دنیا کا کام اس سے زیادہ سہل اور حقیر ہے جو لوگوں نے خیال کیا ہے۔ اور آخرت کا کام جو انہوں نے تصور کر رکھا ہے، اُس سے زیادہ مشکل ہے۔ احادیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن ایسے مقام ہوں گے جن کی ہیبت سے آسمان پھٹ جائیں گے۔ پہاڑ بادل کی طرح ہوا میں اُڑیں گے۔ آسمان کے فرشتے زمین پر نزول کریں گے اور خلقت کے گرداگرد صف باندھ لیں گے۔ آفتاب ایک نیزہ کے برابر ہوگا۔ لوگ پیاس کی شدت اور گرمی سے پسینے میں غرق ہوں گے۔ حضرت جبّاری اور قہاری صفت میں تجلّی کرے گا۔ تمام انبیاء اور پیغمبر مدہوش ہوں گے۔ یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس مقام کی ہیبت سے اسمٰعیل علیہ السلام کو بھول جائیں گے۔ یہ حال تو پیغمبروں کا ہے، اِس سے اندازہ کر کہ عام خلقت کا کیا حال ہوگا۔ بادشاہ اور حکمرانوں کا کام نہایت مشکل ہے کیونکہ ہر شخص سے اس کے اپنے حال کی نسبت دریافت کریں گے۔ مگر حاکم سے رعایا کے متعلق پرسش ہوگی۔ اگر عفو اور مغفرت

کی توقع رکھتا ہے تو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے بندوں سے عدل اور احسان کر۔ رعایا میں بوڑھوں کے ساتھ تو بیٹے کی طرح رہ۔ جوانوں کے ساتھ بھائیوں کی طرح۔ اور لڑکوں کے ساتھ باپ کی طرح۔ مظلوموں کا مددگار، ظالموں کی بیخ کنی کرنے والا، بدمعاشوں کی تنبیہ کرنے والا۔ توبہ کرنے والوں کے لئے ناصح، تابعداروں کا مددگار، بات میں سچا، عہد میں پکا، نعمت کی حالت میں شاکر، محنت میں صابر، عمل میں مخلص، ترقی میں متواضع اور خوبصورتی کی حالت میں پارسا ہو۔

اے عزیز! بادشاہ اللہ تعالیٰ کا وکیل، امین اور خزینہ ہوتا ہے۔ تجھے چاہیئے کہ حرص، نفس پرستی اور شیطان کے مکر میں آکر اللہ تعالیٰ کے خزانہ میں تصرف نہ کرے اور حق دار کو حق پہنچائے تاکہ قیامت کی فضیحت اور عذاب سے بچا رہے۔

اے عزیز! تجھے چاہیئے کہ مسلمانوں کے مال کو اپنے نفس کے لئے خرچ نہ کرے اور جو امر کہ تجھ پر واجب کیا گیا ہے دوسرے کے حوالے نہ کرے۔ حکومت کی حالت میں ضعیفوں کا رفیق ہے۔ نرمی سے بات کرے اور رعایا کو امر معروف کرے۔ امورِ دین کو مستعدی سے جاری کرے۔ اگر کوئی شخص عبادت سے گریز کرے اس کے ساتھ سختی کر تاکہ فاجروں کو عبرت اور ہدایت ہو۔ اطاعت حق کو نفس پرستی سے نہ۔ جب تجھ سے کوئی قول یا فعل خلافِ حق صادر ہو تو بہت جلد اس کے برابر اطاعت و احسان کر تاکہ اس برائی کی تلافیٔ مافات ہو جائے۔ اور کوشش کر کہ ہر روز کوئی ایسا عمل یا عبادت تجھ سے ہو جس کی حق تعالیٰ کے سوا کسی کو خبر نہ ہو۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت بڑا وسیلہ ہے۔ ذکر خفی جتنا ہو سکے کر کیونکہ یہ وسیلہ کو مضبوط کرتا ہے۔ جب کسی کو کارِ خیر کے لئے کہے تو اوّل خود اس پر عمل کر۔

اے عزیز! حرام مال نہ کھا۔ حرام فعل نہ کر، ضعیفوں کو محروم نہ کر، اس طرح کرنے سے تو درحقیقت اپنے آپ کو محروم کرتا ہے۔ اچھی طرح سے جان لے کہ ہر مراد کے بعد نامرادی ہے۔ ہر فراخی کے بعد تنگی اور ہر آرام کے بعد محنت۔ پس اگر تیرے پاس نعمت زیادہ ہے تو فضول خرچی مت کر اور ضرورت کے مطابق خرچ کر، اور نعمت کے وقت مفلس اور مصیبت زدہ کے حال کی طرف دیکھ۔ فراخی کے وقت محتاجوں کی مدد کر کیونکہ یہ اس کی جزا اور بدلہ ہو گا۔

اے عزیز! اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر شخص کی بزرگی اس کے تقوے کے مطابق ہے۔ پس اگر کسی میں تقویٰ زیادہ ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ بزرگ ہے۔

اے عزیز! اگر تیری ولایت میں ایک بھی بھوکا ننگا یا ظلم رسیدہ ہو اور تجھے اس کے حال کی خبر ہو پھر تو اس کی تلاش نہ کرے تو اہلِ تقویٰ کا مرتبہ تجھے نصیب نہیں ہوگا۔

اے عزیز! جس طرح سے مال آتا ہے چلا جاتا ہے۔ اگر حرام طریقہ سے آتا ہے تو حرام طریقہ سے ہی نکل جاتا ہے اور ایسے کام میں خرچ ہوتا ہے جو دُنیا میں بدنامی اور قیامت کی گرفتاری کا سبب ہوتا ہے۔

اے عزیز! اگر کسی کے ساتھ شفقت اور نیکی کرے تو دُوسرے کے ساتھ بے مروّتی اور بدی نہ کر کیونکہ بے مروّتی اور بدی کا نہ کرنا شفقت اور نیکی کرنے سے بہتر ہے۔

اے عزیز! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس کسی کو جنّت کے لئے پیدا کیا گیا اس کے دل کو رحمت کا محل بھی بنایا گیا۔ اور جنت کے حاصل کرنے کے اسباب اس پر آسان کر دیئے۔ حق تعالیٰ کی عبادت کو اس کے دل میں شیریں کر دیا۔ اور جس کسی کو دوزخ کے لیئے پیدا کیا گیا، اُس کے دل کو رحمت کی سعادت سے محروم کر دیا گیا اور عبادت کے اسباب اس پر دشوار کر دیئے، گناہ اس کے دل میں شیریں کر دیا۔ انصاف کی رُو سے اپنے دِل میں سوچ کہ اپنے میں تو کیا پاتا ہے۔ اگر نیکی ہے تو فبہا ورنہ علاج میں مشغول ہو۔

اے عزیز! ہر حالت میں شاکر رہ، کیونکہ شکر راحت اور نعمت کی زیادتی کا موجب ہے اگر شاکر نہیں رہ سکتا تو جو کچھ پیش آئے اُس پر راضی رہ، کیونکہ خدا تعالیٰ کی رضا جمعیت اور فراغت کا موجب ہے۔ اگر راضی نہیں رہ سکتا تو جو کچھ پیش آئے تو اس پر صابر رہ۔ کیونکہ صبر کشایش کا موجب ہے اور اس مقام کے نیچے سوائے اہلِ دوزخ کے مقام کے کچھ نہیں۔

اعاذنا اللّٰہ من الم عذابہ وخلصنا من شرور النفس و مکائد الشیطٰن و اخرجنا من تیہ الحیرۃ وظلمات الغفلۃ برحمتہ انہ قریب مجیب۔

اللہ تعالیٰ اپنے عذاب کے الم سے بچائے، اور نفس اور شیطان کے مکر کے شر سے خلاصی دے اور حیرت اور غفلت کی ظلمت سے نکالے، بے شک وہ قریب ہے اور دُعا کے قبول کرنے والا ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی ط